itsurdu.blogspot.com

نام نوکر تھے۔ تفصیل اس کی یہ ہے۔ مکان کے دروازے پر کہاروں کا اڈہ تھا۔ اور یہ کوئی ضروری بات نہ تھی کہ ہر شخص اس واقعہ سے آگاہ ہو کہ ان کہاروں سے کوئی حکیم صاحب کا نوکر نہیں ہے۔ چار وردیاں البتہ ایک دفعہ بنوا نا پڑی تھیں۔ جب کہیں جانے کی ضرورت ہوئی وردیاں پہنا دیں سوار ہو گئے۔ جب وہاں آئے کرایہ دیدیا۔ وردیاں لے لیں۔ کرایہ جو مریضوں سے وصول ہوتا تھا اُسے میاں نبی بخش اپنے پاس رکھتے تھے گھر پر آکے مناسب کرایہ کہاروں کو دیدیا گیا تو فیر کرایہ مع فیس حکیم صاحب کی تحویل میں داخل ہوئی بیگمات کی صیادی کے سوا حکیم صاحب کو مقدمہ بازی میں بھی بہت بڑا دخل تھا۔ شہر میں جس قدر بھاری جعلی مقدمے دائر ہوتے تھے۔ اس کی کونسل میں آپ کی شرکت ضروری سمجھی جاتی تھی۔ بعض وکلائے شہر جو بہت چلتے پرزے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اکثر جعلی مقدمے مول لیا کرتے ہیں۔ اُن سے دوستانہ رواسم تھے دیدار و معزز جھوٹے گواہ مہیا کرنے اور اُن کو ہموار کرنے میں آپ کو خاص ملکہ تھا۔ مطب کے وقت کے بعد سے رات کے بارہ بجے تک آپ کے گھر پر تمام شہر کے منتخب جعلیوں کا مجمع رہتا تھا۔ جھوٹے وارث پیدا کرنا ورثائے جائز کو ناجائز قرار دینا۔ جعلی دستاویزیں بنانا۔ عدالت سے مسلوں کا اُڑوا دینا۔ جھوٹی رجسٹریاں کروانا۔ غرضکہ آپ اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔

اس قسم کی ترتیبی کارروائیاں جو کسی خاص منصوبے میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری ہوں اس قسم کے منصوبوں میں عموماً مفید ہوں ایک سلسلۂ خاص اور نظام خاص سے ہمیشہ جاری رہتی تھیں۔ آپ کے احباب خاص جس میں ہر ایک جعل سازی کے کسی نہ کسی شعبہ میں یکتائے عصر تھا۔ اپنے اپنے کام میں مصروف رہتے تھے منجملہ ان سب صاحبوں کے ایک بزرگ اہل خطہ سے جو شہر بھر کے جعلیوں کے پیر و مرشد (اور اُن کو ہم اُن اوراق میں مرشد کے نام سے یاد کریں گے اور اسی مناسبت سے اُن کے بڑے بیٹے کو خلیفہ کہیں گے) ہیں اُن کو حکیم صاحب کے حال پر خاص شفقت تھی۔ اکثر تشریف لاتے تھے۔ اکثر تو تصنیف مقدمے بنظر اصلاح اُن کے گوش گذار کئے جاتے تھے۔ مہمات اہم میں جو پیچ در پیچ مشکلات پڑ جایا کرتی ہیں اُس کا حل و عقد انھیں کے متعلق تھا اگرچہ مرشد کو ان امور سے جیسے کہ شان اہل کمال کی ہے۔ اب استغنا حاصل تھا۔ لیکن اکثر فریبی کارروائیوں میں بلا غرض حق الوسع اعانت فرماتے تھے۔ کبرسنی کی وجہ سے اب آپ نے جدید کارروائیاں بند کر دی تھیں۔ فن

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

جعلسازی میں آپ اپنے زمانے کے عمر عیار تھے۔ آپ کی کارستانیاں اگر تحریر کی جائیں تو کئی ضخیم دفتر تیار ہو جائیں۔ اس مختصر ناول میں اس کی گنجائش نہیں۔ مگر جہاں تک آپ کی ذات کا حکیم صاحب کے معاملات میں دخل ہو گا۔ اسے ہم تحریر کر دینگے مگر اب برزخ کی دھڑکی جدید بقدر کی ہوداری اپنے ذمہ بہت پر نہ لیتے تھے لیکن اس فن سے آپکو اسدرجہ موانست ہو گئی تھی کہ نوخیز جعلیوں کے کار ہائے نمایاں سننے کا آپ کو ذاتی شوق تھا۔ اس لئے جہاں بیٹھے بیٹھے بھی گھبرایا کہیں کسی نامی وکیل کے مکان پر چلے گئے۔ کبھی حکیم صاحب کے پاس چلے آئے۔ ایک مولوی صاحب آپ کے بڑے یار غار تھے اُن سے گھڑی بھر صحبت رہی۔ خلاصہ یہ کہ اوقات عزیز کو عجیب اطمینان اور ایسی دلچسپیوں کے ساتھ بسر کر رہے تھے۔ ممکن نہ تھا کہ حکیم صاحب مرشد کامل سے اپنے منصوبے کو بیان نہ کرتے۔ مگر ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ مرشد کامل کی رائے اس معاملے میں حکیم صاحب کے خلاف تھی۔ مرشد کامل کے دو ایک گوئندے چھوٹے نواب کی سرکار میں لگے ہوئے تھے اور گھڑی گھڑی کی خبر مرشد کو پہونچتی رہتی تھی۔ مگر اسقدر صرف توجہ محض احتیاطاً یا شوق ذاتی کی بناء پر سمجھنا چاہئے ورنہ اس سرکار سے مرشد کو زیادہ تعلق خاطر نہ تھا۔ مگر خلیفہ جی کو تعلق تھا اس لئے گویا کہ ان ہی کو تعلق تھا اس کے مصالح بھی ناظرین کو معلوم ہو جائیں گے۔ مگر اب حکیم صاحب خود صاحب رائے مستقل تھے۔ لہٰذا مرشد کی پیروی خاص اس مسئلے میں چنداں ضروری نہ تھی اور نہ مرشد ہی کو ترک عمل مرضیہ پر اصرار تھا۔ دل میں جو کچھ ہوا اسکو ایسے پختہ کار لوگ پھانسی پر بھی منہ سے نہیں نکالتے۔

امامن مہری نے محمد بخش (برادر نبی بخش) کو چھوٹی سرکار میں ملازم رکھوا دیا۔ نبی بخش ڈیوڑھی پر آنے جانے لگے۔ امامن سے پینگ بڑھانے کی فکر ہوئی۔ پھلکی والے کی دوکان پر اب بظاہر نشست کی ضرورت نہ رہی تھی۔ مگر بات یہ ہے کہ میاں کریم خاں کچھ ایسے خشک مذاق کے آدمی تھے کہ نبی بخش کی اس گستاخی نے اُن پر کوئی اثر نہ کیا۔ اُن کی چشم و ابرو دورباش کی اشارت کیا بلکہ صراحت پیدا تھی۔ وہ روادار ہی نہ تھے کہ ڈیوڑھی پر غیر آدمی دم بھر بھی ٹھہرے۔ میاں کریم خاں بھی حقہ پیتے تھے مگر مزاج میں احتیاط اس قدر

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تھی کہ نہ خود کسی کا حقہ پیتے تھے اور نہ اپنا حقہ کسی کو دیتے تھے۔ پیاسے کو پانی پلانا گویا منجملہ تکالیف شرعیہ ہے مگر یہ تکلیف بہ سبب متعدد سبیلیں موجود ہونے کے یہ اپنے اوپر سے ساقط سمجھتے تھے۔ چھوٹے نواب کے جدید ملازموں سے اُن کو خیلے عناد تھا۔ نہ اُن کو کسی کے پاس جانے کی ضرورت تھی اور نہ ان کے پاس کوئی پھٹکتا تھا۔ محل کے ملازموں میں اگر ان کو کسی سے خصوصیت تھی تو وہ بی محلدار تھیں اور کسی سے زیادہ ربط ضبط نہ تھا۔ محل کی تمام عورتوں پر ان کا رعب چھایا ہوا تھا۔ لڑکے ان سے ڈرتے تھے۔ بلکہ ان کا نام لے کے ڈرائے جاتے تھے۔ میاں نبی بخش دو ایک مرتبہ ڈیوڑھی پر گئے اور کریم خاں صاحب سے بہت کچھ خصوصیتیں ظاہر کیں۔ مگر وہ کسی طرح نہ پسیجے۔ ہر بات کا ایسا دوٹوک جواب دیتے تھے کہ اپنا سا منہ لے کے رہ جاتے تھے پہلے روز انھوں نے بھائی کریم خاں کہہ کے اُن سے خطاب کیا۔ مگر انھوں نے کچھ اس تیور سے ان کی طرف گھور کے دیکھا کہ دوبارہ بھائی کریم خاں کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔

خلاصہ تقریر یہ ہے کہ پھلکی والے کی دوکان کے سوا اس محلے میں کوئی جگہ مفر کی انھیں نظر نہ آئی۔ محمد بخش کے نوکر ہو جانے کے بعد امامن سے ان کا معاملہ طے ہو چکا تھا۔ مگر ان کو تو امامن سے بہت کچھ کام نکالنا تھا۔ اس لئے پھلکی والے کی دوکان پر دن میں ایک بار ان کا جانا ضروری تھا۔ امامن کا سن و سال اب ایسا نہ تھا کہ ان پر کوئی عاشق ہوتا۔ جوانی کو رخصت ہوئے ایک مدت گذر چکی تھی۔ اگرچہ یہ ابھی تک ہر بات میں جوانی کی کسم (قسم) کھایا کرتی تھیں۔

سنتے ہیں کسی زمانے میں یہ بہت فیاض تھیں مگر اب اس صفت کے اظہار یا ثبوت کا کوئی موقع نہ رہا تھا۔ افسوس اگر بی امامن کا وہ زمانہ ہوتا تو نبی بخش کو شاید اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے چنداں دقت نہ کرنا پڑتی۔ فوراً عاشقوں میں چہرہ لکھوا کر مستفیض ہوتے۔ مگر اب بہت کچھ تمہید کی ضرورت تھی۔ مطلب بھی اہم تھا۔ فوراً زبان سے اُس کا اظہار کوئی سہل بات نہ تھی۔ امامن کے اخلاق سے ایک امر خاص کو نبی بخش پہلے ہی دن کی گفتگو سے سمجھ گئے تھے یعنی وہ امر جب انھوں نے نوکر رکھوانے کی حق اسمی میں ایک مہینہ کی تنخواہ لینے پر اپنا کھرا پن ظاہر کیا تھا۔ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ امامن روپیہ کی طرف سے چنداں بے پرواہ نہیں ہیں۔ رہی یہ بات کہ اخذ زر کا شوق کس حد تک ہے آیا اس میں جائز و ناجائز کا خیال

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بھی ہے یا نہیں۔ امامن کی ظاہری وضع لباس اور ہاتھ گلے کے زیور سے اتنا قیاس ہو سکتا تھا کہ چار روز مہینہ خشک۔ اس سے یہ ٹھاٹھ نہیں ہو سکتا۔ گلبدن کا لہنگا۔ ساٹن ریپٹ کی گوٹ گھٹنوں سے اوپر ہلکی تنزیب کا دوپٹہ بادامی رنگا ہوا۔ نینوں کی کرتی۔ ہاتھوں میں چاندی کے موٹے موٹے کڑے چھڑے۔ پاؤں میں چھلے۔ آپ کا لباس اور زیور کچھ معمولی عورتوں کا سا نہ تھا۔ ہر شئے اہتمام خاص سے بنوائی ہوئی تھی۔ اسلئے کہ آپ حد اعتدال سے زیادہ فربہ تھیں۔ صورت ظاہری کو دیکھ کے قیاس ہو سکتا تھا کہ خوراک بھی آپ کی ماشاء اللہ ٹٹو کے راتب سے کچھ کم نہ ہوگی۔ چوڑا طباق سا منہ۔ سیاہ لکدار جلد۔ چوڑی سی ناک چھوٹی چھوٹی سی آنکھیں۔ اُس میں کاجل پھیلا ہوا۔ دھنسا ہوا ماتھا۔ موٹے موٹے ہونٹ۔ ہاتھوں میں مہندی لگی ہوئی۔ بھر بھر ہاتھ چوڑیاں سر شام سے دو پیسہ کے ہاروں کا مصرف بھی تھا۔ اس لئے کہ "جان ہے تو جہان ہے" اور ان کی اکیلی جان ہوتی تو بھی چنداں ضرورت نہ تھی۔ میاں امجد بھی ان کے دم سے لگے ہوئے۔ وہ کس قدر نازک مزاج واقع ہوئے تھے۔ رات کو اُن ہی کے ساتھ کھانا کھاتی تھیں ادھر نو بجے اور ادھر انھوں نے ایک رکابی میں کوئی سیر بھر کی چپاتیاں دو تین پراٹھے۔ پیالے میں سالن اور اس کے علاوہ جو کچھ سرکار کے دسترخوان سے بچا بچایا۔ دستیاب ہوا سفید رومال میں باندھ کے ہاتھ میں لٹکا لیا۔ راستہ میں میاں حسنو سے دو پیسہ کی پھلکیاں لیں۔ آدھ پاؤ بالائی دھیلے کی شکر۔ پیسہ کی افیون دھیلے کا تمباکو۔ یہ سب سامان لے کے جو پٹیوں پر پہونچیں۔ میاں امجد۔ منتظر وقت درگاہ تنبول کی دوکان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میاں امجد ایک نوجوان بانکے۔ سانولے سے آدمی کوئی پچیس چھبیس برس کا سن لنگ باندھے ہوئے۔ گلابی کرتا۔ پٹوں میں تیل پڑا ہوا۔ ہاتھ میں لٹھ۔ آڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ادھر یہ گئیں اور انھوں نے دیکھا کہ وہ دوکان پر بیٹھے ہیں۔ یہ وہیں پر ٹھٹکیں انھوں نے دیکھ تو لیا۔ مگر بے پروائی سے منہ پھیر کر درگاہ سے باتیں کرنے لگے۔ اب غمزہ کئے بیٹھے ہیں۔ اُٹھتے ہی نہیں۔ دو چار منٹ انھوں نے قیام کیا۔ آخر صبر کہاں تک۔ دوکان ہی پر نازل ہو گئیں "دیدے اب چلتے ہو یا نہیں؟"

امجد۔ چلتے ہیں۔ بھوک کے مارے دم نکل گیا اب آئی ہیں تو یہ جھکومت۔

امامن۔ ابھی نو بجے ہیں۔ دیر کہاں ہوئی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

امجد۔ دس بج گئے ان کے یہاں ابھی نو بجے ہیں۔

گر بھوک بری بلا ہے۔ زیادہ تماشا انتظار ان کو بھی شاق تھا۔ چپکے دوکان سے ہمراہ ہو لئے۔ یہ کوئی ایسا راز نہ تھا کہ میاں نبی بخش کو اس کی خبر نہ ہو جاتی۔ دو ہی تین دن کے بعد میاں امجد کا ٹھیکہ آپ کو معلوم ہو گیا۔ اتفاق روزگار یہ ہے کہ امجد سبحان خاں کے اکھاڑے پر کشتی لڑتے تھے۔ اور یہ بھی کسی زمانے میں سبحان خاں کے شاگرد ہوئے تھے۔ امجد آپ کے پیر بھائی ٹھہرے ملاقات تو نہ تھی مگر شناسا تھے اس موقع پر اس خصوصیت کی وجہ سے بے تکلفی بڑھا لینا کچھ ایسی بڑی بات نہ تھی۔

امجد کا مکان بنن بیگ خاں کے کٹرے میں تھا اور چھٹیوں بھر ان کا رمنا رہتا تھا۔ دوسرے ہی دن میاں نبی بخش نے ان کا سراغ لگا کے ملاقات کر لی۔ میاں امجد کا کینڈا کہے دیتا تھا کہ ان کو روپیہ کی ہر وقت ضرورت تھی۔ علاوہ ذاتی مصارف کے جس کا بہت سا بار امامن کے ذمہ بہت بر تھا جوے کی ایک ایسی مد ہے کہ اس میں سلطنتیں خرچ ہو جاتی ہیں۔ پھر انھیں روپیہ کی حاجت کیوں نہ ہوتی۔ امامن ایک جہاندیدہ عورت تھی وہ اپنے حظ نفس کے لئے ایک معمول رقم سے زیادہ خرچ نہیں کر سکتی تھی اور پھر کچھ نگوڑی ناٹھی بھی نہ تھی۔ ایک جوان لڑکی بیاہی ہوئی۔ پانچ برس کی نواسی۔ اس کے اخراجات کی کفالت بھی امامن ہی کے سر تھی۔ اس کے ساتھ ایک طوطا۔ ایک مینا۔ تین مرغیاں۔ ایک جوڑا بلبل کا۔ اور سب سے بڑھ کے اپنا شوقین جیوڑا میاں امجد کی جس قدر کفالت امامن کرتی تھی۔ اسی کو یہ غنیمت سمجھتے تھے۔ امامن نے ان کو ایک حد پر رکھا تھا کہ یہ اس سے زیادہ طلب بھی نہ کر سکتے تھے جوے کے لئے پہلے ہی سے قسا قسمی ہو گئی تھی مگر یہ چھپ کے کھیلتے تھے پھر اس کے لئے روپے کا مہیا کرنا بھی ان ہی کی ذات پر منحصر تھا۔ میاں نبی بخش نے دو ہی باتوں میں ان کو ہموار کر لیا۔ اور انھوں نے امر معلومہ کی سربراہی بوساطت امامن اپنے ذمہ لے لی تھی۔ حکیم صاحب سے سامنا کرا دیا گیا۔ انھوں نے پہلے ہی دن پانچ روپے علی الحساب دیئے اور پانچ سو روپیہ خاص میاں امجد کو بر وقت کامیابی دینے کو کہے۔ اور یہ بھی ارشاد کیا کہ اثنائے مقدمہ میں در صورت توقع حصول مطلوب وقتاً فوقتاً دیئے جائیں گے اور یہ اس رقم موعودہ سے مجرا نہ ہوں گے۔ اس پانچ روپے میں سے سوا روپے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

میاں نبی بخش نے لیا باقی میاں امجد نے اپنے ڈبے میں رکھا نقد بر راہ بر تھی اُس دن جوے میں بھی اچھے رہے۔ پونے چار سے دس ہو گئے۔

اب کیا تھا۔ میاں امجد اُس دن امیر تھے آج انھوں نے امامن کے لئے دس آنہ کی تین گز دھنیا لوٹ اور بارہ آنہ کی ڈیڑھ گز جالی مول لی۔ رات کو حسب معمول بی امامن بزن بیگ خاں کے کوٹھے میں میاں امجد کے دولت خانے میں ایک ٹوٹے سے کھنڈرے میں جھلنگا چارپائی پر رونق افروز ہیں چارپائی کی پائنتی کی طرف میاں امجد دھرے ہوئے ہیں۔ دونوں سر جوڑے کھانا کھا رہے ہیں۔ چارپائی پر ایک پارچہ نو خرید رکھا ہے۔

امامن۔ (ذرا مشتبہ ہو کے) یہ روپیہ تمھیں کہاں سے ملا۔

امجد۔ (بڑے فخر سے) کہیں سے ملا۔

امامن۔ ملا کہاں سے۔ جوا کھیلے ہو گے۔ میں باز آئی اس کپڑے سے دیکھو پھر تم جوے خانے گئے

امجد۔ واہ دلٹر۔ تمھارے سر کی قسم۔ یہ کچھ جوے کا مال نہیں ہے۔ ابھی تم سے کیا کہوں ایک رقم ہاتھ آئی ہے۔ جو تم چاہو تو بہت کچھ مل سکتا ہے۔

امامن۔ میں کیا چاہوں؟ مجھ سے نہ ہو گا۔ (یہ سمجھیں کہیں چوری کروانے کو تو نہیں کہتا ہے) یہ۔

itsurdu.blogspot.com

امجد۔ کتنی بے تکی ہو۔ ابھی سُنا نہیں اور پہلے ہی سے نہیں کر دی۔

امامن۔ اچھا کہو۔

امجد۔ اچھا جو ہم کہیں وہ کرو گی۔

امامن۔ جو میرے کرنے کا کام ہو گا وہ کروں گی۔

امجد۔ ہاں ہاں تمھارے کرنے کا کام ہے۔

امامن۔ تو کہو تو سہی۔

امجد۔ قسم کھاؤ۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

امامن ۔ پہلے میں سن لوں تو قسم کھاؤں ۔

امجد ۔ نہیں کوئی ایسی بُری بات نہیں ہے ۔

امامن ۔ اچھا تو پھر کہتے کیوں نہیں ۔

خلاصہ یہ ہے کہ تھوڑی سی تمہید کے بعد میاں امجد نے اپنا مافی الضمیر امامن سے بیان کیا ۔ بات کے کئی پہلو نکلے ۔ آخر اُس پہلو پر دونوں راضی ہو گئے جس میں اُنھیں دونوں کا سرتاسر فائدہ تھا ۔

یہ حضرت کی جتوں سے ہے آشکار
کسی آنے والے کا ہے انتظار

itsurdu.blogspot.com

آنے والے کی مدارات کا بحد ہے خیال
بچھے جاتے ہیں یہیں فرش کی حاجت کیا ہے

دل شیدا ہے مکاں آپ کا بے شرکت غیر
بے تکلف یہیں آ بیٹھئے پاپوش سمیت

رات کے نو بجے ہوں گے ۔ حکیم صاحب کے مکان پر تخلیہ کی صحبت ہے ۔ سامنے گاؤ تکیے لگے خود بدولت بیٹھے ہیں ۔ اُن کے قریب مسند سے بھڑی ہوئی بی امامن تشریف رکھتی ہیں ۔ کچھ فاصلہ پر سامنے میاں امجد اور نبی بخش منکر نکیر کی طرح حاضر ہیں ۔

حکیم صاحب ۔ اچھا بوا امامن تمھاری کارروائی بھی دیکھتا ہوں ۔

امامن ۔ میری کارروائی کیا ۔ اور میں کیا ۔ بیگم صاحب کا قابو میں آنا کچھ سہج بات تو ہے نہیں ۔ مگر ہاں جہاں تک ہو سکے گا کوشش کروں گی ۔ آئندہ آپ کی تقدیر ہے ۔ مگر ایک بات میں کہہ دوں بیگم ہیں تو امیر آدمی ۔ مگر روپیہ کی بڑی لالچی ہیں ۔ پہلے ذرا خرچ پڑے گا ۔ پھر تو پانچوں مال آپ ہی کے ہیں ۔

حکیم صاحب ۔ مگر نکاح ہو جائے ۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

امامن ۔ ہاں میاں یہ تو میں آپ ہی کہنے والی تھی ۔ ابھی تو میں حامی نہیں بھرتی ہوں اُن کا عندیہ لے لوں تو زبان دوں ۔ مگر پہلے کچھ روپے کا خرچ ہے ۔

حکیم صاحب ۔ (خرچ کے نام پر ذرا تامل کر کے) پہلے روپیہ خرچ ہوگا ۔ اور جو نکاح نہ ہوا

مہری ۔ اے لو آپ تو پہلے ہی نہیں کئے دیتے ہیں ۔

حکیم صاحب ۔ تو پھر پکی ہو ۔

مہری ۔ میرے پکے ہونے سے کیا کام چلے گا (ہنس کے) کیا میرے ساتھ نکاح ہوگا ۔

حکیم صاحب ۔ (ہنس کے کیا مضائقہ ہے)

امامن ۔ (امجد کی طرف دیکھ کے) کیوں ۔

امجد ۔ (مسکرا کے سر جھکا لیا) پھر کیا حرج ہے ۔

حکیم صاحب ۔ اچھا تو پہلے کیا خرچ ہوگا ۔

مہری ۔ یہ میں نہیں کہہ سکتی جتنا خرچ بڑھ جائے ۔

حکیم صاحب ۔ آخر کچھ اُس کی انتہا بھی تو کہو ۔

مہری ۔ اب میں کیا انتہا بتاؤں ۔

امجد ۔ یہی کوئی سو دو سو کا خرچ ہے پھر تو آپ کے قبضے میں آجائیں گی ۔ پھر چاہے کوڑی نہ خرچ کیجئے ۔

نبی بخش ۔ پھر خرچ کیا کریں گے ۔ اُن کی جان مال کے تو آپ مالک ہو جائیں گے ۔

امامن ۔ اللہ میں سب قدرت ہے ۔

حکیم صاحب ۔ اے لو یہ تو تم نے پھر کچی بات کہی ۔

امامن ۔ حضور کیسی کیسی باتیں کرتے ہیں آپ دوسرے کے دل میں دلی ڈالنا کچھ سہج ہے ۔ موقع پا کر کچھ کہوں گی ۔

حکیم صاحب ۔ کیا کہو گی ۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

امامن ۔ جو بروقت بن پڑے گا۔

نبی بخش ۔ حضور اس میں آپ دخل نہ دیجئے۔ یہ عورتوں کی باتیں ہیں عورتیں ہی اسے خوب جانتی ہیں۔ آپ کو اپنے مطلب سے مطلب ہے۔

امجد ۔ حضور ان کو (امامن کی طرف اشارہ کرکے) آپ کیا سمجھتے ہیں۔ آفت کی پڑیا ہیں ابھی یہ منہ سے کچھ نہیں۔ مگر دیکھئے گا۔

امامن ۔ اللہ کی ہاتھ ہے خدا چاہے تو بیگم کو موم کروں۔

نبی بخش ۔ وہ تو میں جانتا ہوں۔ تم کو کچھ سکھانا پڑھانا ہے۔

حکیم صاحب ۔ اچھا تو کب جواب دو گی۔

امامن ۔ آج کون دن ہے۔

نبی بخش ۔ پیر کا دن ہے۔

امامن ۔ اچھا تو آج تو نہیں۔

حکیم صاحب ۔ کل سہی۔

امامن ۔ کل تو میری پیاری کی بل گوندھن ہے۔ مجھے فرصت نہ ہو گی۔ منگل۔ بدھ۔ جمعرات اچھا جمعے (جمعہ) کو جواب دوں گی۔

حکیم صاحب ۔ او ہو ہو! اتنے دن۔

امامن ۔ او ہی میاں تو کیا کوئی منہ کا نوالہ ہے۔

امجد ۔ حضور ہاں دیر آید درست آید۔

نبی بخش ۔ کیا مضائقہ ہے۔

حکیم صاحب ۔ (چار و ناچار) بہتر۔ تو جمعہ کو کس وقت آؤ گی۔

مہری ۔ جب کام سے فراقت (فراغت) ملے گی۔

حکیم صاحب ۔ تو کس وقت کا نام لو۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

امامن ۔ یہ میاں میں کیونکر کہہ سکتی ہوں ۔

امجد ۔ بس حضور یہی وقت بجھیئے ۔ میں تو ان کو لے آؤں گا ۔

نبی بخش ۔ (اس لہجے سے جیسے کوئی سفارش کرتا ہو کہ کچھ دیجیئے) حضور بس ان کو مقدم بجھیئے (مہری کی طرف اشارہ کر کے) ان کی تکمیل تو ان کے ہاتھ میں ہے ۔ ضروری باتیں ہو چکی تھیں اب رخصت کا وقت تھا ۔ حکیم صاحب کے محرم سرائی امامن ایک ۔ امجد دو ۔ نبی بخش تین ۔ منتظر تھے کہ حکیم صاحب صندوقچہ کھولیں تا کہ پہلے پہل رخصتی خال خولی نہ ہو ۔ حکیم صاحب چاہتے تھے کہ آج کا معاملہ یونہی ٹل جاوے تو اچھا ہے ۔ آخر بی امامن نے تمہید طلب اس طرح شروع کی اچھا تو میں اب رخصت ہوتی ہوں ۔ مگر حضور پہلے دن خالی ہاتھ تو نہ جاؤں گی ۔

حکیم صاحب ۔ (اس بات کے منتظر تھے) صندوقچہ منگا یا گیا ۔ پانچ روپے بی مہری کے ہاتھ دھرے ۔ اب بی مہری نے جھک کے تین فراشی تسلیمیں کیں ۔ اور رخصت ہوئیں ۔ میاں امجد سایے کی طرح ساتھ ہوئے ۔ نبی بخش حقہ بھرنے کے بہانے سے باہر آئے ۔ امامن ایک روپیہ نبی بخش کو دینے لگیں یہ چار آنے کے اور لگا رکھے تھے ۔ اس لیئے کہ حق السعی بھی ہم سے کیا کم ہو ۔ یہ تو معمول بات ہے ۔

نبی بخش ۔ (روپیہ لے کے) اچھا تو چار آنے وہ بھی دلواؤ ۔

امامن ۔ لے لینا ۔ کوئی چوروں سے بھوار ہے ۔

نبی بخش ۔ ابھی دے بھی دو ۔ مجھے افیون لینا ہے ۔

امامن ۔ اب اس وقت تو نہیں ہیں ۔

نبی بخش ۔ تو روپیہ دو ۔ میں بارہ آنے پھیر دوں گا ۔ امامن نے روپیہ دیدیا ۔

امجد ۔ بارہ آنے کل میں لے لوں گا ۔

احاطہ سے باہر نکل کے امامن نے بٹوا کھولا ۔ چاہتی تھیں کہ تینوں روپے بٹوے میں ڈال لیں ۔ ایک میاں امجد نے اُچک لیا ۔

امامن ۔ روپیہ کیا کرو گے ۔ دیدو کل مجھے کام ہے ۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

امجد۔ جوتا پہنیں گے۔

اب امامن کو سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ تھا۔

امامن احاطہ سے نکلی تھیں کہ مرشد سے مٹ بھیڑ ہو گئی۔ مرشد کے آنے کا یہ وقت نہ تھا مگر اُس شب کو اتفاق سے درگاہ کے قریب ان کے ایک دوست کے لڑکے کی شادی تھی وہیں جاتے تھے راستے میں حکیم صاحب کا مکان پڑتا تھا۔ پہلے اک خیال سا تھا کہ حکیم صاحب سے ملتے چلیں گے مگر مکان کے قریب پہونچتے پہونچتے رائے بدل گئی تھی۔ اس لئے کہ یہ آپ کے کھانے کا وقت تھا۔ اس اُمید پر ذرا جلد جلد قدم اٹھائے چلے جاتے تھے کہ شاید شادی کے گھر میں کھانا تیار ہو گیا ہو۔ اور اگر نہ بھی ہوا ہو تو دولھا کے باپ سے کہہ کے کھانا کھالیں گے۔ مگر حکیم صاحب کے دروازے پر پہونچ کے مہری سے سامنا ہو گیا۔ اب حکیم صاحب سے ملے کے جانا ضرور تھا۔ مطلب یہ تھا کہ اُن کو معلوم ہو جائے کہ ہم اس راز سے آگاہ ہو گئے ہیں تاکہ ایک قسم کا دباؤ رہے۔

مرشد۔ (حکیم صاحب کو دیکھتے ہی) آہاہ۔ آج تو بی امامن آپ کے پاس پہونچ گئیں۔ اور یہ گرگا سا آدمی اُن کے ساتھ کون تھا۔ اسے میں نہیں پہچانتا یہ آخری فقرہ اس لہجے سے کہا تھا کہ نام دریافت کر کے فوراً تھانے پر رپورٹ کر دیں گے۔

حکیم صاحب چاہتے تھے کہ اس معاملے کی کارروائی کو مرشد پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر سوء اتفاق کہ پہلے ہی دن کی روداد مرشد پر کھُل گئی۔ مگر جواب دینا تو فرض تھا۔

حکیم صاحب۔ جی ہاں۔ یہ میاں نبی بخش بلا لائے (خیریت یہ تھی کہ میاں نبی بخش اس موقع پر موجود نہ تھے۔ ورنہ جہاں اُن میں اور اوصاف تھے ایک صفت صفائی کی بھی تھی صاف کہہ دیتے۔ (جی آپ نے بلوایا۔ میں بلا لایا۔ نوکر کو عذر کیا)

مرشد حکیم صاحب کے تیوروں سے تاڑ گئے اس معاملے میں حکیم صاحب کسی کو اپنا رازدار نہیں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کیا جا ہیئے۔ مرشد کو اس کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ خواہ مخواہ کوئی مجھ کو ضرور شریک مصلحت کرے۔ اس لئے اس بات کو ٹال کے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ اور سلسلۂ کلام کو چند ہی کلموں میں قطع کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

نو بجے کا وقت ہے۔ بزن بیگ خاں کے کٹرے میں امجد اور امامن میں آج کسی سنجیدہ معاملے پر گفتگو ہو رہی ہے۔

امامن۔ دیکھو میاں یہ بات یوں ہے۔

امجد۔ اچھا پھر تم جانو۔ مگر اتنا سمجھ لو کہ حکیم بھی کوئی ایسا بوٹ نہیں ہے۔

امامن۔ دیکھو تو کیسا پٹڑا کرتی ہوں۔

امجد۔ مگر نبی بخش کو گانٹھ لو۔

امامن۔ ہاں یہ تم نے میرے دل کی کہی۔ مگر ایسا ہو۔

اتنے میں میاں نبی بخش بارہ آنے پیسے لئے ہوئے آموجود ہوئے۔

نبی بخش۔ لو بھئی اچھا ہوا۔ تم دونوں آدمی موجود ہو۔ اے لو یہ اپنے بارہ آنے پیسے لو۔ پونے بارہ آنے ڈبل اور ایک پیسہ موٹا (کیونکہ خوردہ میں جو خسارہ ہوا تھا اُسے نبی بخش کیوں اُٹھاتے) امجد کو دیکھ حقہ کی طرف متوجہ ہوئے کوئلے دہکائے۔ تو اجما حقہ تازہ کیا۔ امامن سے چٹنی کی پیالی مانگ کے دھیلے کی بڑیا افیون کی گھولی۔ چسکی پی۔ امامن آج برہی بڑا اٹھے پکا کے لائی تھیں۔ آدھا پراٹھا اور تھوڑا سا چنے کی دال کا بھرتا میاں نبی بخش کے ہاتھ دھرا۔

نبی بخش۔ واللہ یہ تو تم نے بڑا احسان کیا۔ افیون کھا کے کلیجہ کھرچنے لگتا ہے میں دل میں کہہ رہا تھا اب یہاں دو کش حقہ پی کے اٹھوں گا تو پیسہ دھیلے کا کچھ لے کے کھا لوں گا مگر وہ تو دانے دانے پر مہر ہے۔ قسمت میں یہ پراٹھا لکھا تھا اور کچھ کھا سکتا تھا مجال ہے؟ مگر واللہ کیا پراٹھے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پکلائے ہیں۔ بھئی میں نے تو اپنے ہوش میں اس مزے کے بڑھیا پراٹھے نہیں کھائے اگرچہ یہ تعریف خاص اس مطلب سے نہ تھی کہ امامن ایک ٹکڑا پراٹھے کا اور دیں۔ مگر بی امامن کا اخلاق اسی کا مقتضی تھا کہ وہ زیادہ کی صلاح کرتیں۔ مگر بی امامن کی فیاضی کو تحریک ہو گئی۔

امامن۔ تو اور لے لو۔

نبی بخش۔ نہیں واللہ۔ بس اتنا بہت تھا۔

(امجد کو اس فیاضی سے چنداں اتفاق نہ تھا اس لئے کہ پراٹھے سیر ہی بھر کے تھے اور ماشاء اللہ سے بی امامن بھی خوش خوراک تھیں۔ ان کو یہ خوف تھا کہیں میرے رازقہ میں کمی نہ ہو جائے)

امجد۔ ایمی زیادہ نہیں کھاتے۔ بس اتنے ہی میں ان کا بھلا ہو گیا۔

نبی بخش۔ واللہ سچ ہے۔ بس گھر پر بھی میں اتنا ہی کھاتا۔ لیکن کھانے کے بعد ایک ذرا سی مٹھاس ضرور کھاتا ہوں۔ کچھ نہ ہو تو دو ڈلا گڑ ہی سہی مگر امامن اپنی فیاضی سے نہ باز آئیں سرکار کے دسترخوان پر کا بچا بچایا بہت سا زردہ بھی ایک رکابی میں لائی تھیں۔

نبی بخش نے ان کے ہاتھ کے پکے ہوئے پراٹھوں کی کچھ ایسی تعریف کی تھی کہ ان پر واجب ہو گیا کہ اس نعمت سے بھی ان کو محروم نہ رکھیں۔ دوسرے ایک سبب یہ بھی تھا کہ میاں نبی بخش کی نظر زردے پر پڑ چکی تھی۔ بلکہ مٹھاس کا ذکر بھی کر چکے تھے۔ اور بھی بی امامن کے مزاج میں لفظ گذر کی احتیاط حد سے زیادہ تھی۔

امامن۔ اچھا تو یہ زردہ ایک ذرا سا کھا لو۔ (رکابی ہاتھ میں اٹھا کے) ان کے (امجد کی طرف اشارہ کر کے) گھر والے میں برتن بھی تو نصیب نہیں۔

نبی بخش۔ نہیں تم کھاؤ۔ اس کی کیا ضرورت ہے (یہ کہتے ہوئے اٹھے اور ایک کھیر کا جھوٹا پیالہ سامنے پڑا تھا۔ اسے اٹھا لائے۔ پلنگ کی پٹی کے پاس ٹین کے لوٹے میں پانی بھرا رکھا تھا اس سے کھنگال ڈالا) لو اس میں ایک چٹکی دیدو۔

امجد۔ واللہ ایمی آدمی کے مزاج میں کتنی صفائی ہوتی ہے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

امامن ۔ نہیں تمھاری طرح پلچھ ۔

امامن نے واقعی ایک ہی چسکی دی ۔ اب میاں نبی بخش کی دھیلے کی افیون کی اچھی خاصی گوک ہوگئی حقہ خوشبو دے رہا تھا ۔ کھاتے کھاتے اسُے منہ سے لگالیا ۔ جلدی کا سبب یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہیں میاں امجد چرس کا ایک دم بار میں تو حقہ کا مزہ ہی جائے ۔

امجد ۔ (آنکھ کے اشارے سے امامن کو اپنی طرف متوجہ کر کے چپکے سے) وہ اٹھالاؤں ۔

امامن ۔ (دانت کے نیچے اونگلی دبا کے) ہاں! ۔ بات یہ تھی کہ میاں امجد آج معمول سے زیادہ خوش تھے بڑا ہاتھ آئی تھی ۔ اس لیے ایک ادھا ٹھرے کا لیتے آئے تھے ۔ امامن کو بھی اس سے چنداں انکار نہ تھا ۔ کبھی کبھی اسی کھنڈر میں یہ شغل ہوا کرتا تھا ۔ اور جس دن زیادہ ہو جاتا تھا اُس دن دونوں میں جوتا بھی خوب چلتا تھا ۔ میاں امجد پہلوان تھے ۔ مگر امامن بھی کچھ اُن سے کم نہ رہتی تھیں ۔ بلکہ دو ایک وار ان ہی کے کرارے رہتے تھے ۔

امجد نے امامن سے اشارہ کر کے کہا ۔ ادھا اٹھالاؤں ۔ امامن نے نبی بخش کی طرف دیکھ کے دانت کے نیچے زبان دبائی ۔ مطلب یہ تھا کہ ان کے سامنے نہ پیو ۔

امجد کے کھانے کا وقت تھا ۔ یہ بیتاب تھے کہ کسی طرح دور شروع ہو تو کھانا کھاؤں ۔ اس سے اس طرح تمہید شروع کی ۔

امجد ۔ اجی جاؤ بھی ۔ نبی بخش ہمارے بڑے ہیں ۔ کیا ہمارے عیب کو کسی سے بیان کرتے پھریں گے ۔

نبی بخش ۔ (پینک سے سر اٹھا کے) ابھی ہم سمجھ گئے ۔ تمھیں ہمارے سر کی قسم تم اپنے پیو پلاؤ ۔ بھئی ہم نے تو اس کام کو ترک ہی کر دیا ۔ اب کیا تھا معلوم ہو گیا کہ میاں نبی بخش بھی پرانے گناہ گار ہیں ۔ اس صورت میں امامن کو بھی ان کے سامنے پینے میں کوئی عذر نہ تھا ۔ اور نبی بخش کے فحوائے کلام سے ایسا معلوم ہوا اگر اصرار کیا جائے گا تو ان کو بھی شاید انکار نہ ہوگا ۔

امجد نے ادھا اور تین کلھیاں (کوزے) لا کے چارپائی کی پٹی کے پاس جما دیے ۔ ایک کلھی بھر کے پہلے ہی میاں نبی بخش کی طرف بڑھا دی ۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نبی بخش۔ نہیں بھئی مجھے تو معاف کرو۔ میں نے تو بہت دن ہوئے چھوڑ دی۔

امامن۔ یہ بھئی صحبت کا مزا ابھی ہے سب ایک رنگ میں ہوں۔

نبی بخش۔ نہیں بھئی حکیم صاحب کے پاس جانا ہوگا۔

امجد۔ اماں ایک گھونٹ پی بھی لو بو نہیں آئے گی ذرا سا دھنیا چبا لینا۔

امامن۔ (آنچل سے الائچی کھول کے توڑ کر) اے لو دو دانے الائچی کھا لینا۔ ذرا سی امرود کی پتی چبا لینا۔

نبی بخش۔ اب امرود کی پتی کہاں ڈھونڈھتا پھروں گا۔

امجد۔ یہ کیا سامنے امرود کا درخت لگا ہے۔

نبی بخش۔ اے لو جھبنجٹ تو کہاں میں نے خیال نہیں کیا تھا۔ یہ کہتے ہی کُپی ہاتھ میں تھمی۔ کپی اُڑا گئے

شرابِ شوق سے مست ذرا رنگیلے

خدا از رد سے تو گم میں چھپکے لیلے

امجد۔ بھئی خوب کہی۔

امامن۔ اے لو تم کیا سمجھے ہو نبی بخش کو۔ ہزاروں چٹکلے یاد ہیں یہ بھی ہر صحبت میں بیٹھے ہیں۔

امجد۔ لو جیسے میں جانتا نہیں۔ کہانیاں سنو۔ داستان کہتے ہیں۔

امامن۔ تو بھئی ایک دن ہم بھی سنیں گے۔ محل میں چٹھی نویس روز شام کو بیگم کے سامنے قصے کی کتاب پڑھتی ہیں۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ بیگم خدا رکھے خوب سمجھتی ہیں۔ ماشاء اللہ سے پڑھی لکھی ہیں۔

امجد۔ تو کیا بیگم پڑھی لکھی ہیں؟

امامن۔ خوب پڑھی ہیں۔ الماری میں کتابیں چنی ہوئی ہیں۔ دن رات پڑھا کرتی ہیں ماشاء اللہ حساب کتاب اپنا سب لکھ لیتی ہیں۔

دیوانجی سے بھی منگا کے خود دیکھتی ہیں دستخط کرتی ہیں۔ کیا مجال ایک پیسہ کی تو بھول چوک ہو جائے

نبی بخش۔ (بڑے تعجب سے) آہاہ بڑی ہوشیار ہیں۔ جب ہی تو سرکار ابھی تک بنی ہوئی ہے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اماں۔ دیکھئے چھوٹے نواب کے لچھن اچھے نہیں ہیں۔ شراب بھی تو پینے لگے۔

امجد۔ تو شراب پینا کوئی بُری بات ہے۔ رئیسوں کا شغل یہی ہے۔ اس تیور سے کہا تھا کہ گویا آپ بھی رئیس ہیں۔ کم از کم اس وقت تو رئیس ضرور ہیں۔ کیونکہ پونے دو روپے ٹینٹ میں ہیں۔ ادھا سامنے رکھا ہے۔ ابھی صرف ایک ہی دور اُڑا ہے۔

اماں۔ شراب پینا تو کچھ ایسا بُرا نہیں ہے۔ مگر اُن کی صحبت بُری ہے۔ لوگ لوٹ رہے ہیں۔

نبی بخش۔ (اب نشہ زوروں پر تھا۔ ایک تو افیون۔ اُس پر شراب۔ میاں نبی بخش جھومنے لگے)

اس اثنا میں اماں اور امجد کے بھی دو دور ہو گئے۔ شراب کے ساتھ ہی کھانے میں بھی لگا لگا دیا تھا۔ نبی بخش کی پھر صلاح کی گئی۔ مگر انھوں نے اور نہیں پی۔ نہ زیادہ اصرار ہی کیا گیا۔ کیونکہ آج کی رات خوش گپی کے لئے نہ تھی۔ بہت سی کام کی باتیں کرنا تھیں۔ اتنے میں کھانے سے فراغت ہوگئی اماں نے پانوں کی ڈبیہ نکالی۔ سب نے پان کھایا۔ میاں نبی بخش نے پھر سے حقہ بھرا۔ باتیں شروع ہوگئیں۔ جو باتیں بمشکل زبان سے نکلتی ہیں۔ شراب کا نشہ اُنھیں بے تکلف کہلوا دیتا ہے۔ پہلے قسا قسمی ہوئی اُس کے بعد بھید کی باتیں بیان ہوئیں۔ جب تینوں ایک دل اور ایک زبان ہو گئے تو منصوبے کی انجام دہی کے مشورے ہونے لگے۔ صلاح و مشورے سے جو امور طے پائے تھے اُس کا حال ناظرین کو عمل در آمد سے معلوم ہو جائے گا۔ اس مقام پر بلحاظ طول کلام ہم اُس کو قلم انداز کرتے ہیں۔

رات کو گیارہ بجے تک یہ جلسہ رہا۔ اُس کے بعد نبی بخش رخصت ہوئے۔ امجد اور اماں دونوں وہیں سو رہے صبح کو پانچ بجے اماں اُٹھیں۔ مُنہ ہاتھ دھویا۔ رات کا باسی پان کھایا۔ ڈیوڑھی پر گئیں۔ امجد برابر سویا کئے۔

جس رات کا ذکر اوپر کیا گیا اُس کے دوسرے دن دو بجے۔ نواب مختار الدولہ کے محل میں سناٹا ہے مغلانیاں پیش خدمتیں۔ سب پڑی سو رہی ہیں۔ صرف تین متنفس جاگتے ہیں۔ تینوں عورتیں۔ ان میں کچھ ایسی باتیں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہو رہی ہیں جس کے پوشیدہ رکھنے کی انتہا سے زیادہ کوشش کی جاتی ہے۔

ایک ۔ خدا کے واسطے مہری چیخ کے نہ بولو۔ ایسا نہ ہو کوئی سنتا ہو۔

مہری ۔ اے ہے۔ کیا کروں ۔ میری آواز ہی نگوڑی ایسی ہے۔ اچھا تو بس اب اس بات سے نہ پلٹنا۔

دوسری ۔ پلٹیں گی کیا۔ مگر ایک بات ہے کسی پر ظاہر نہ ہو۔

مہری ۔ کیا مجال ہے بیوی مجھے اپنی آبرو کا خیال نہیں ہے۔

پہلی ۔ اگر ظاہر ہو گیا تو میں تو کہیں کی نہ رہی ۔

دوسری ۔ اب کیا مہری ایسی نادان ہیں ۔

مہری ۔ توبہ کرو بی مغلانی ۔ میں تو وہ ہوں کہ کوئی پیسے پر رکھ کے بوٹیاں اڑا دے مگر منہ سے بات نہ نکلے ۔

پہلی ۔ دیکھو یہ بات اپنے ان سے (امجد سے) کہنا ۔

دوسری ۔ اس سے تو میری خاطر جمع ہے اچھا تو اب کیا کرنا چاہیئے؟ ۔

مہری ۔ ابھی کچھ بھی نہیں کرنا چاہیئے ۔ بروقت جیسا ہوگا دیکھا جائے گا ۔

پہلی ۔ مگر ان کو ابھی زبان نہ دیدینا ۔

مہری ۔ یہ آپ مجھے سکھاتی ہیں ۔

دوسری ۔ (مہری سے مسکرا کر) ارے تو ایک ہی حرّافہ ہے تجھے کوئی کم نہ سمجھے ۔

(دوسری سے) سنا! اس بات کا کوئی خوف نہیں ہے ۔

مہری ۔ (بی مغلانی سے) ہاں وہ سرکار کا کام تم نے کیا جتا یا تھا ۔

دوسری ۔ ابھی نام بتانے سے کیا مطلب ہے ۔ کیا کوئی نکاح ہوتا ہے ۔

پہلی ۔ بس یہ کہتی ہوں ۔ تمھیں یقین ہی نہیں آتا ۔

مہری ۔ ہاں ہاں یقین ہے ۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پہلی۔ سنو صاف صاف یہ ہے اگر اُن کو سو دفعہ غرض ہو نکاح کریں۔ بغیر نکاح کے سامنا غیر ممکن۔

دوسری۔ اور نہیں تو کیا کوئی یہاں خدانخواستہ کسبی خانگی ہے۔ اور تمہارا ابھی اسی میں فائدہ ہے۔

مہری۔ تو پھر یہ زندگی بھر کا او بکھیڑا ہوا۔

پہلی۔ اور کیا اس میں کچھ شک بھی ہے۔ خدا رسول کو بھی منہ دکھانا ہے یا نہیں۔ اول تو خاندان میں کسی نے دوسرا کیا نہیں۔ اب بہن ایک امر بھی کیا جائے تو چار دن کے لئے۔

دوسری۔ نا صاحب اپنے برائے کیا تھوکیں گے۔

مہری۔ اور وہ آپ لوگوں کے مجہب (مذہب) میں متاہ (متعہ) بھی تو درست ہے۔ متعہ نہ ہو جائے۔

پہلی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے تو سو بات کی ایک بات کہہ دی۔ اُن کو غرض ہو نکاح کرلیں۔

دوسری۔ متاہ کی صلاح ہماری بھی نہیں ہے۔

مہری۔ خوب ہوا آپ نے پہلے سے کہہ دیا۔ کہیں میری زبان سے نکل جاتا تو مشکل ہوتی۔

پہلی۔ موئی بات میں بات نکل آتی ہے یہ تو کہو کچھ اُن کا وثیقہ بھی ہے۔

مہری۔ اس کا تو حال مجھے نہیں معلوم۔ مگر میں تو جانتی ہوں وثیقہ نہ ہوگا۔

دوسری۔ اے ہے خدا جانے کس خاندان سے ہیں۔

مہری۔ خاندان واندان تو مجھے معلوم نہیں کہو تو لکھوا لادوں۔

پہلی۔ لکھوا لاؤ۔ مگر دیکھو کوئی بُری بات رقعہ میں نہ لکھیں۔

دوسری۔ یہ بُری بات کیسی؟

مہری۔ یہ میں نہیں سمجھی۔

پہلی۔ مردوے جب عورتوں کو رقعہ لکھتے ہیں تو اکثر بُری بُری باتیں لکھ دیتے ہیں۔

مہری۔ اب یہ ہم ناخواندے لوگ کیا جانیں میں تو یہ سمجھتی تھی کہ جب سفیدی پر سیاہی چڑھائی جائے گی تو کوئی بُری بات کیا لکھے گا۔

itsurdu.blogspot.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دوسری۔ سچ ہے ہم کیا جانیں پڑھے لکھے لوگ ان باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

مہری۔ بی مغلانی۔ اچھا اب باتیں تو ہو چکیں۔ ذرا ایک کام تو کرو۔ آج شام کو میں وہاں جاؤنگی چلتے وقت سرکاری خاصدان میں دس گیارہ گلوریاں بنا کے رکھ دینا۔

پہلی۔ مہری تم یہ کیسی باتیں کرتی ہو۔ اپنی طرف سے کسی بات کی پہل کرنا ٹھیک نہیں وہ سمجھیں گے کہ آپ سے گرتی ہیں۔

دوسری۔ نا صاحب۔ پان وان ابھی کچھ نہیں۔ بات بگڑ جائے گی۔

مہری۔ (کچھ سوچ کے) ہاں ہاں سچ تو کہتی ہو۔ میں اب بھی کچھ دنوں کو جھلکیاں دینا چاہیے۔

دوسری۔ لو تم نہ سمجھو گی۔ پرانی مشاق ہو مگر اس وقت نہیں معلوم تم کو کیا ہو گیا تھا۔ ابھی سوت نہ کپاس یہ گلوریاں کیسی؟۔

پہلی۔ اس سے تو ہماری طرف کا اشتیاق پایا جائے گا۔ اور یہاں مطلب اس کے برعکس ہے۔

مہری۔ ہاں بیوی بیشک میں ہی بہک گئی تھی۔ میں تو آپ ہی قائل ہو گئی۔

پہلی۔ کیا ہوا۔ آدمی ہی تو ہے۔ ایک بات منہ سے نکل گئی۔

دوسری۔ مگر سمجھدار کے یہ معنی ہیں کہ سمجھا دیا تو فوراً سمجھ بھی لیا۔

مہری۔ اللہ رکھو بیوی خوب سمجھیں۔ کیوں نہ ہو۔ پڑھے لکھوں کی چار آنکھیں ہوتی ہیں۔ ناخواندہ آدمی لاکھ ہوشیار ہو گا پھر بھی کہیں نہ کہیں چونک ہی جائے گا۔

چھوٹے نواب کی سرکار میں رات دن کی شراب خواری موقوف ہوئی۔ ارباب نشاط کی آمد و رفت کم ہوئی۔ شور و غل۔ ہلڑ۔ ہنگامہ۔ ہر طرف ہوا مرشد کامل کے بڑے صاحبزادے پیش پیش ہیں انھوں نے اس سرکار کا قرنیہ بالکل بدل دیا ہے ناظرین کو اتنا بتا دینا چاہیے کہ مرشد نے جب سے مہری کو حکیم صاحب کے مکان سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اور پھر حکیم صاحب نے جو اخفائے راز کیا اس سے اُن کو

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اُس دن سے ایک گونہ سوءِ ظن ہو گیا تھا لہٰذا مرشد کی توجہ اس سرکار کی طرف ہو گئی۔ مرشد کے بڑے صاحبزادے جن کو خلیفہ کہنا چاہیے ایک مدت سے چھوٹے نواب کے مزاج میں دخیل تھے۔ اگرچہ زیادہ آمد و رفت نہ تھی۔ مرشد کے اشارے سے خلیفہ جی نے رشتہ اتحاد ایک اور بل چڑھا دیا پہلے ناصح مشفق بنے اکثر بے اعتدالیوں سے چھوٹے نواب کو روکا۔ اپنی حسن تدبیر سے مصاحبین اور ملازمین پر رعب جمالیا۔ اخراجات بیجا میں کمی کی۔ اس دل سوزی کی خبر بیگم صاحب کے گوش گذار ہوئی۔ اس سبب سے وہ بھی اُن کے دخل در معقولات سے چنداں چیں بہ جبیں نہ تھیں۔ خلیفہ نے معاملات کو اس حد تک درست کر کے چھوٹے نواب کو ہموار کر لیا۔ چھوٹے نواب کو بذات خود تدبیر و تصرف کا سلیقہ نہ تھا اور ملازمین میں سب کے سب اجہل کندۂ ناتراش تھے۔ سوائے اتنی عقل کے کہ اگر چھوٹے نواب دس روپے کا سودا بازار سے منگوائیں۔ بھانڈ بھگتوں۔ یا ارباب نشاط کو کچھ دلوائیں تو اس میں ایک چہارم سے کچھ زیادہ کتر لینا۔ اور کسی بات کی تمیز نہ تھی۔ غرضکہ اس سرکار کو ایک نفس ناطقہ کی ضرورت تھی۔ خلیفہ جی کی ذات خاص نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔

مرشد کامل بھی گاہ گاہ تشریف لاتے تھے اور معاملات اہم میں تسہیل اشکال اور اشکال تسہیل فرماتے تھے۔ مرشد کی وجاہت ہیولانی کا چھوٹے نواب کی سادہ لوحی پر وہی اثر پڑتا تھا جو معصوم بچوں کے دلوں پر ظالم ملائے مکتب کا۔ جہاں انھیں دیکھا اور سہم گئے۔ یہ اثر مقتضائے طبیعت انسانی تھا۔ یہ بعینہٖ وہی اثر تھا جیسے کوئی رسی کو سانپ سمجھ کے ڈر جاتا ہے۔ یہ اثر جیسا سریع الوقوع ہے ویسا ہی سریع الزوال بھی ہے۔ کیونکہ بظاہر مرشد اُن کے حال پر بہت شفقت بزرگانہ فرماتے تھے اور ایک پیالی چار سے زیادہ جو اُن کے لیے خاص اہتمام سے تیار ہوتی تھی زیادہ مکلف بھی نہ ہوتے تھے یا کبھی کبھی اگر بڑی عنایت کی تو کھانا بھی کھا لیا۔ یا بطور تحفہ تحائف یا احیاناً بر سبیل فرمائش ایک اچاری اناناس کے مربے کی یا سیر دو سیر جوزی حلوا سوہن خاصگی بھیجوا دیا گیا۔

چند ہی روز میں مرشد اور خلیفہ جی کا سکہ خود نواب صاحب اور ان کے مصاحبین اور ملازمین کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

itsurdu.blogspot.com